مولانا محمد بن یوسف سورتیؒ

عبد الرشید عراقی
قسط نمبرا

مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ ہندوستان میں عربی ادب کے تین بڑے ادیب پیدا ہوئے لیکن ہماری بدقسمتی کہ تینوں ادیب اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

اور یہ تین اہلحدیث یہ تھے۔

علامہ عبدالعزیز میمن راجکوٹیؒ

مولانا محمد بن یوسف سورتیؒ

مولانا عبدالمجید حریری بنارسیؒ

مولانا محمد بن یوسف سورتیؒ عربی ادب کے مایہ ناز ادیب' لغات و لسانیات کے امام تفسیر واحادیث میں یگانہ' فقہ و اصول فقہ میں ماہر کامل' تاریخ و انساب پر مکمل عبور' بلند پایہ مدرس اور خطیب و مقرر تھے۔

مولانا محمد بن یوسف سورتیؒ کے قصبہ سامرولا میں ۱۳۱۷ھ میں پیدا ہوئے (نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۴۰۴) ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ لیکن محمد سورتی کے نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا محمد بن یوسف سورتیؒ نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے گاؤں سے کیا۔ ۷ سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا اس کے بعد بسلسلہ تعلیم بمبئی تشریف لے گئے اور مولانا محمد جعفر جو مسجد اہلحدیث میں امام تھے۔ ان سے علوم اسلامیہ کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

بمبئی سے دہلی مراجعت

بمبئی میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا محمد سورتی نے دہلی کا رخت سفر باندھا۔ دہلی اس وقت علوم دینیہ کا مرکز تھا۔ ۱۳۲۵ھ میں آپ بمبئی

سے دہلی پہنچے حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے انتقال کو ۵ سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور حضرت شیخ الکل صاحب کی مسند تدریس پر ان کے پوتے مولانا عبدالسلام دہلوی متمکن تھے مولانا عبدالسلام دہلوی کا درس حدیث طالبان علم حدیث کے لئے بڑی کشش رکھتا تھا۔ مولانا عبدالسلام دہلوی کے علاوہ مولانا سورتی نے اپنے اساتذہ سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی ان کے نام یہ ہیں۔

مولانا محمد بن عبد اللہ جوناگڑھی

مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی

مولانا عبد الوہاب صدری ملتانی

مولانا محمد طیب مکی

مولانا سید امیر علی آبادی

مولانا یوسف حسین خان پوری

اساتذہ کا مختصر تعارف

مولانا عبدالسلام دہلوی

مولانا عبد السلام بن مولانا سید شریف حسین بن شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی علوم تفسیر میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ تفسیر و حدیث کی تعلیم اپنے دادا مرحوم حضرت شیخ الکل سے حاصل کی اور دوسرے علوم متداولہ کی تحصیل مولانا محمد اسحاق رامپوری سے کی حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کے انتقال کے بعد ان کے جانشین ہو گئے۔ کیونکہ ان کے والد مولانا سید محمد شریف حسین حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کی زندگی میں انتقال کر گئے تھے۔ حدیث کے علاوہ ان کو علم میراث میں بھی ید طولی حاصل تھا۔

۵۵ سال کی عمر میں دہلی میں انتقال کیا اور اپنے دادا حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے پہلو میں رشدی پورہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کے بعد حضرت شیخ الکل کے خاندان کا کوئی فرد اپنے اسلاف کا

جانشین نہ بن سکا۔

آئے ہے بیکسی عشق پہ رونا غالب
کس کے گھر جائے گا بہ سیل بلا میرے بعد

تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۶۷

مولانا محمد بن عبد اللہ جوناگڑھی

مولانا محمد بن عبد اللہ جوناگڑھی گجرات کے مشہور علماء میں سے تھے۔ ۱۳۱۷ء میں جوناگڑھ سے ہجرت کرکے سورت میں مقیم ہوئے۔ مولانا عبدالحی الحسنی لکھتے ہیں کہ:

مجھ سے محمد بن یوسف سورتیؒ نے بیان کیا کہ مولانا محمد بن عبد اللہ سلفی عقیدے کے تھے علم میں بلند مرتبہ نہ تھے حدیث سے زیادہ واقفیت نہ تھی اور اصول و عربیت سے بھی انہیں خاص مناسبت نہ تھی۔ ۱۳۲۲ھ یا ۱۳۲۳ھ میں انتقال ہوا۔ (نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۳۹۷)

مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلویؒ

مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی کا تعلق گجرات پنجاب سے تھا۔ تعلیم کے لئے دہلی کا رخ کیا اور فراغت تعلیم کے بعد دہلی ہی میں سکونت اختیار کر لی اس لئے دہلوی کہلائے۔ آپ نے جن فاضل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں مولانا عبدالحق محدث ملتانی، مولانا حافظ نذیر احمد خاں دہلوی، مولانا حافظ عبد الوہاب نابینا دہلوی، مولانا محمد بشیر سہوانی، علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی اور حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی شامل ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور قیام پاکستان تک دہلی میں تدریس فرماتے رہے۔ تصنیف میں تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوۃ (عربی) جس کا نصف مولانا سید احمد حسن دہلوی

نے لکھا اور نصف ثانی آپ نے لکھا۔ (تراجم علمائے حدیث ہند ص ۱۸۱)

قیام پاکستان کے بعد کراچی تشریف لے آئے اور یہاں بھی درس و تدریس فرماتے رہے ۱۳۸۱ھ میں کراچی میں انتقال کیا۔ (تفسیر احسن التفاسیر ج ۱ ص ۶)

مولانا عبدالوہاب صدری ملتانیؒ

مولانا عبد الوہاب قصبہ ورسو آستانہ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے جھنگ سے ترک سکونت کرکے ملتان میں رہائش اختیار کرلی اس لئے ملتانی کہلائے۔ ملتان میں قرآن پاک پڑھنے کے بعد مولانا حافظ محمد لکھوی کے پاس لکھنوَ کے ضلع فیروز پور چلے گئے۔ وہاں آپ نے پہلے قرآن مجید حفظ کیا اور اس کے ساتھ صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور ان سے حدیث کی کتاب بلوغ المرام اور ریاض الصالحین کا درس لیا اس وقت آپ کی عمر ۱۵ سال کی تھی۔ امرتسر میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تفسیر' حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد دہلی میں دار الکتاب و السنتہ کے نام سے ایک دینی مدرسہ قائم کیا جس میں تا دم آخر حدیث کا درس دیتے رہے۔ تصنیف میں مشکوۃ المصابیح کاعربی حاشیہ لکھا۔ ۱۳۵۱ھ میں دہلی میں انتقال کیا اور سورتی پورہ کے قبرستان میں مولانا سید محمد نذیر حسین کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (مولانا محمد سورتی ص ۱۴۷)

مولانا شیخ محمد طیب مکی

شیخ محمد طیب مکی بن محمد صالح مکی کا شمار علوم دینیہ کے ماہر علماء میں ہوتا ہے۔ جوانی میں مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے رام پور میں سکونت اختیار کی پہلے مولانا ارشاد حسین رام پوری سے استفادہ کیا۔ حدیث کی تعلیم علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری رحمانی سے بھوپال میں حاصل کی۔ فراغت تعلیم کے بعد

مدرسہ عالیہ رام پور اور بعد میں دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مدرس رہے۔
مولانا شیخ محمد طیب مکی علوم اسلامیہ کے معتبر عالم تھے۔ تاریخ و انساب میں ید طولی حاصل تھا۔ حافظہ بہت قوی تھا اس سے ہزاروں عربی اشعار زبانی یاد تھے۔ بڑے حاضر دماغ اور فطین تھے اور اس کے ساتھ شریف النفس' جامعہ الطبع' صاف گو، اور حق پرست انسان تھے۔ صاحب نزہتہ الخواطر نے ان کی کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ میں رام پور میں انتقال کیا۔

(نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۲۳۷)

مولانا محمد یوسف سورتی نے ان کے انتقال پر ۴۷ اشعار میں مرثیہ لکھا۔ جن میں ۳ اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

علم دین و تفسیر تیرا ماتم کریں گے کہ تیرے بعد اس زمانہ میں بے یار و مددگار ہو گئے وہ طالب کے لئے خاص حق واضح کر دیتے تھے اور وا ئیسات اور غروریاتِ کو اڑا دیتے تھے۔ جب لوگوں کے لئے آیت کا مفہوم سمجھنا مشکل ہو جاتا تو وہ اس کی صحیح تفسیر کر دیتے تھے۔

(مولانا محمد سورتی ص ۱۴۶)

مولانا سید امیر علی ملیح آبادی

مولانا سید امیر علی ۱۲۷۴ھ میں ملیح آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں مولوی سید عبداللہ آروی اور مولوی حیدر علی مہاجر سے پڑھیں بعد میں مولانا قاضی بشیر الدین قنوجی سے وابستہ ہو گئے اور ان سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ اس کے بعد دہلی کا رخ کیا اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث کی تعلیم حاصل کی

فراغت تعلیم کے بعد حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے اور جب وطن واپس آئے تو مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ۵۰۰ روپے ماہوار پر ان کا بحیثیت صدر مدرس تقرر ہوا۔ کلکتہ میں آپ نے کافی عرصہ تک تدریس فرمائی اس کے بعد

مدرسہ عالیہ کلکتہ سے استعفی دیا اور ۱۵۰ روپے ماہوار مشاہرہ پر دار العلوم ندوۃ العلماء مدرس ہوگئے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں

• مولانا سید عبدالحی الحسنی صاحب نزہۃ الخواطر' والد ماجد مولانا سید ابو الحسن علی ندوی اور مولانا محمد بن یوسف سورتی ہیں۔

مولانا سید امیر علی تفسیر' حدیث' فقہ' اصول فقہ' تاریخ و رجال' فلسفہ و منطق' ادب و لغت' ریاضی اور صرف و نحو میں یگانہ عہد تھے۔ تصنیف میں تفسیر مواہب الرحمان (اردو ۳۰ جلد) تفسیر سواطع الالہام لزابو الفضل فیضی کا بے نقطہ حاشیہ (عربی)' ترجمہ (شرح بخاری اردو ۳۰ جلد فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کا اردو ترجمہ ۴ جلد فتاوی عالمگیری کا اردو' ترجمہ تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجر کا عربی میں حاشیہ ان کی مشہور کتابیں ہیں مولانا سید امیر علی نے رجب ۱۳۳۷ھ میں انتقال کیا۔ (تفسیر مواہب الرحمان ج اول)

مولانا محمد یوسف حسین خان پوری

مولانا یوسف حسین بن مولانا عبد الاحد خان پوری ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ ۱۳۵۱ھ میں افغانستان کا سفر کیا اور وہاں شیخ عبد الکریم بن مولانا ولایت علی عظیم آبادی سے سنن نسائی پڑھی۔ اس کے بعد دہلی کا رخ کیا اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی سے حدیث کی تعلیم حاصل کی علامہ حسین بن محسن انصاری رحمانی سے بھی استفادہ کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد درس تدریس کا شغل اختیار کیا۔ تصنیف میں آپ کی مشہور کتاب "اتمام الخشوع بوضع الیمین علی الشمال بعد الرکوع" (عربی) لکھی۔ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء میں ان کا انتقال ہوا۔

(نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۵۲۶۔ ۵۲۷)

درس و تدریس

فراغت تعلیم کے بعد مولانا محمد بن یوسف سورتی نے درس تدریس کا شغل اختیار کیا سب سے پہلے آپ نے جامعہ اسلامیہ میں درس تدریس کا سلسلہ شروع کیا جامعہ اسلامیہ ۱۹۲۰ء میں مولانا محمد علی جوہر شیخ الملک، حکیم محمد اجمل اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی سعی کوشش سے علی گڑھ میں قائم کیا گیا اور اس کا افتتاح شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹانے کیا تھا مولانا محمد سورتی ابتداء اس کے سٹاف میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۲۵ء میں جامعہ اسلامیہ علی گڑھ سے دہلی منتقل ہوگیا۔ ۱۹۴۰ء میں جامعہ اسلامیہ اوکھلا منتقل کر دیا گیا اور اب اس کو جامعہ نگر بھی کہتے ہیں مولانا محمد سورتی نے دہلی میں بھی کئی سال تدریس فرمائی۔

جامعہ عالیہ اسلامیہ سے مولانا محمد سورتی مستعفی ہوکر جامعہ رحمانیہ بنارس تشریف لے گئے اور اس مدرسہ میں آپ نے کافی عرصہ تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ یہ مدرسہ ۱۹۳۲ء میں حافظ عبدالرحمان بنارسی نے قائم کیا تھا۔ اس مدرسہ میں مولانا محمد سورتی کے علاوہ مولانا عبد الغفار حسین اور مولانا نذیر احمد رحمانی نے بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

مولانا عبدالمجید حریری بنارسی جو برصغیر میں عربی ادب کے ممتاز عالم تھے۔ اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے جامعہ رحمانیہ بنارس سے مولانا محمد سورتی دار الحدیث رحمانیہ تشریف لے آئے اور اس مدرسہ میں کئی سال تک آپ درس و تدرس فرماتے رہے۔ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے دو بھائیوں شیخ عطاالرحمان اور شیخ عبدالرحمان نے ۱۹۲۱ء میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی تحریک پر قائم کر رکھا تھا۔ اس مدرسہ کے تمام اخراجات دونوں بھائی برداشت کرتے تھے نہ کوئی اس مدرسہ کا سفیر تھا اس مدرسہ میں نامور علماء حدیث نے تدریس فرمائی۔ مولانا عبد السلام مبارکپوری صاحب سرہ البخاری مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری صاحب مرعاہ المفتاح نے دار الحدیث رحمانیہ میں کئی سال تک تدریسی خدمات

سرانجام دیں۔ دارالحدیث رحمانیہ کی ایک وسیع لائبریری تھی۔ جو شیخ عطاء الرحمان اور شیخ عبد الرحمان نے ہزاروں روپے خرچ کرکے بنائی تھی۔ ۱۹۴۷ء میں ڈاکٹر ذاکر حسین نے یہ لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ میں منتقل کرادی۔

دار الحدیث رحمانیہ دہلی سے بھی مولانا محمد سورتی نے استعفیٰ دے دیا اور دہلی کے ایک دوسرے مدرسہ جس کا نام جامعہ اعظم تھا اور محلہ بھی ماراں میں تھا چلے گئے اس مدرسہ میں بھی مولانا سورتی نے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۳۸ء میں مولانا سورتی نے دہلی رخت سفر باندھا اور بمبئی تشریف لے گئے اور بمبئی میں ایک دینی درسگاہ دارالحدیث کے نام قائم کی جس میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اس مدرسہ میں آپ نے حدیث کے علاوہ عربی کی تعلیم دیتے رہے مولانا عبدالصمد شرف الدین نے آپ کے اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ (مولانا محمد سورتی ص ۲۹)

آخر میں مولانا محمد سورتی نے علی گڑھ میں رہائش اختیار کرلی اور گھر میں اساتذہ کی ایک جماعت کو درس قرآن' حدیث و ادب دیتے رہے اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں طالب علموں کو تفسیر قرآن اور حدیث پڑھاتے تھے۔

(جامعہ ستمبر ۱۹۴۳ء ص ۱۴۴)

تلامذہ

مولانا محمد سورتی کی ساری عمر درس و تدرس میں بسر ہوئی بنارس' دہلی' بمبئی اور علی گڑھ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور سینکڑوں طلباء آپ سے مستفیض ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں ایسے حضرات بھی شامل ہیں جنھوں نے علمی دنیا میں اپنا ایک مقام پیدا کیا اگر ان سب کا تذکرہ کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو سکتی ہے مگر یہاں آپ کے صرف ۶ تلامذہ کا تذکرہ کیاجاتا ہے۔ جنھوں نے علمی دنیا میں اپنا ایک خاص مقام پیدا کیا اور علم و ادب کی بہت خدمت کی اور وہ تلامذہ یہ ہیں۔

عبد الرحمان طاہر سورتی
ڈاکٹر ذاکر حسین
رئیس احمد جعفری
ڈاکٹر سید عبداللہ
پروفیسر محمد سرور
عبدالغفار حسن

تلامذہ کا مختصر تعارف

عبدالرحمان طاہر سورتی

عبد الرحمان طاہر سورتی مولانا محمد سورتی کے دوسرے بیٹے تھے۔ ۱۹۱۹ء میں سورت میں پیدا ہوئے۔ علوم عربیہ دینیہ کی تعلیم اپنے والد محمد سورتی سے حاصل کی اور جامعہ اسلامیہ میں داخل ہوئے اور اپنی تعلیم جامعہ میں مکمل کی مولانا محمد سورتی نے ان پر خاص توجہ کی جس کی وجہ سے قرآن و حدیث اور ادب و لغت میں ان کو اچھی دسترس حاصل ہو گئی۔ ۱۹۴۳ء میں آپ نے لکھنؤ یونیورسٹی سے "فاضل ادب عربی" کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لائے اور ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد سے وابستہ ہو گئے اور ادارہ کے اردو مجلہ فکر و نظر اور عربی مجلہ "الدراسات الاسلامیہ" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور اس کے ساتھ اراکین ادارہ نے آپ کو ادارہ کا ریڈر بھی مقرر کر دیا۔

مولانا عبد الرحمان طاہر سورتی نے بے شمار علمی و تحقیقی اور دینی مقالات عربی اور اردو میں الدراسات الاسلامیہ' اور فکر و نظر میں لکھے اور اس کے علاوہ آپ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ کئی عربی کتابوں کے تراجم بھی کئے ان کی تصانیف میں عربی زبان' لسان العرب بحر عرب' پیارے نبیؐ کی پیاری زبان' اسلامی معاشرتی تعلیمات اور معاشرتی اصلاحات مشہور کتابیں ہیں۔ مولانا عبد

الرحمان طاہر سورتی نے ۱۹۹۰ء میں انتقال کیا۔

ڈاکٹر ذاکر حسین

ڈاکٹر ذاکر حسین ۱۸۹۷ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ برصغیر کے مشہور و معروف ماہر تعلیم تھے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پرنسپل رہے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر رہے۔ بعد صوبہ بہار کے گورنر مقرر ہوئے اور ۱۹۶۷ء میں بھارت کے صدر منتخب ہوئے اور ۱۹۶۹ء میں بحیثیت صدر ان کا انتقال ہوا۔

رئیس احمد جعفری

سید رئیس احمد جعفری ۱۹۱۲ء خیر آباد ضلع سیتا پور میں پیدا ہوئے۔ ۵ سال کے تھے کہ ان کے والد سید ناظر حسین کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے ان کی پرورش و تربیت ریاض خیر آبادی کے زیر سایہ ہوئی۔ ریاض خیر آبادی ان کے نانا سید نیاز احمد کے حقیقی بھائی تھے۔

رئیس احمد جعفری نے ندوۃ العلماء لکھنؤ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں تعلیم حاصل کی طالب علمی کی زمانہ میں مضمون نگاری کا شوق پیدا ہوا۔ جامعہ کے اساتذہ میں مولوی اسلم جیراج پوری شامل تھے اور حدیث کو حجت نہ مانتے تھے۔ انہوں نے حدیث کے خلاف جامعہ کے آرگن "جامعہ" میں کئی مقالات لکھے رئیس احمد جعفری نے اپنے استاد کے مقالات کا جواب "جامعہ" میں دیا۔ آپ کے مضامین کی تعریف و توصیف جامعہ کے اساتذہ مولانا محمد سورتی مولانا خواجہ عبدالحی نے کی اور مولوی اسلم صاحب نے بھی جعفری کے مضامین کو سراہا۔

رئیس احمد جعفری کی سب سے پہلی تصنیف "سیرت محمد علی" ہے۔ ۱۹۳۴ء میں مولانا شوکت علی نے انہیں روزنامہ خلافت بمبئی کا ایڈیٹر مقرر کیا اور مولانا شوکت علی کے انتقال کے بعد جعفری صاحب روزنامہ خلافت سے علیحدہ ہو گئے

اور روزنامہ "ہندوستان" جاری کیا۔ ۱۹۴۳ء میں روزنامہ انقلاب بمبئی کی ادارت سنبھالی اور اس اخبار کے ذریعہ تحریک پاکستان کی تائید و حمایت میں قلمی جہاد کیا اور اس جرم کی سزا انہیں یہ ملی کہ بمبئی کے ہوم منسٹر مرار جی ڈیسائی نے آزادی کے بعد انہیں ترک وطن پر مجبور کیا۔ جعفری صاحب ۱۹۴۸ء کے شروع میں کراچی آ گئے اور کراچی سے روزنامہ "خورشید" جاری کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ایک علمی ادبی رسالہ "ریاض" جاری کیا۔ ۱۹۵۵ء میں روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے وابستہ ہو گئے اور ادارہ کے آرگن "ثقافت" کی ادارت بھی ان کے ذمہ تھی۔ اپنے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے روزنامہ انجام کراچی کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ رئیس احمد جعفری نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو لاہور میں انتقال کیا اور کراچی کے سوسائٹی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

رئیس احمد جعفری کا شمار ان مصنفین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے بہت زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔ جعفری نے تقریبا ہر موضوع پر قلم اٹھایا کئی عربی کتابوں کے تراجم بھی کئے تاریخ پر بھی لکھا۔ مذہب پر بھی ان کی کئی کتابیں ہیں تاریخی اور اسلامی ناول بھی لکھے۔ شعر ادب پر بھی ان کی کئی کتابیں ہیں۔ ذیل میں آپ کی چند کتابوں کا ذکر کرتا ہوں۔ جن کا علمی حلقوں میں ایک خاص مقام ہے۔

اقبال امام ادب' اقبال اپنے آئینہ میں' اقبال اور عشق رسولﷺ' امامت و سیاست' اسلام اور رواداری' اسلامی جمہوریت' سیرت آئمہ اربعہ' تاریخ اسلام' ہارون الرشید اور اس کا عہد' بہادر شاہ ظفر اور اس کا عہد' واجد علی شاہ اور اس کا عہد' مطائبات محمد علی' دید و شنید' کاروان گم گشتہ' ترجمہ اردو شرح صحیح بخاری' ترجمہ اردو و شرح صحیح مسلم' ترجمہ حیات امام احمد بن حنبلؒ' ترجمہ حیات ام ابو حنیفہؒ' ترجمہ حضرت امام شافعیؒ' ترجمہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ' ترجمہ امام جعفر صادقؒ' اقبال اور سیاست' گل کدہ' رام راج سے ٹام راج تک'

آزادی ہند

سید رئیس احمد جعفری بڑے ملنسار خوش اخلاق اور باذاق تھے بہت زور نویس تھے۔ عربی و فارسی پر مکمل عبور تھا اور انگریزی میں بھی مکمل مہارت تھی ان کے ساتھ فروری ۱۹۵۵ء تا جولائی ۱۹۵۵ء کام کرنے کا موقع ملا۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھی مرنے والے میں۔

ڈاکٹر سید عبد اللہ

ڈاکٹر سید عبداللہ برصغیر پاک و ہند مشہور ادیب اور عالم تھے ۱۹۰۶ء مانسہرہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ایبٹ آباد سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد لاہور آ گئے اور مولانا احمد علی لاہوری کے درس قرآن میں باقاعدگی سے شریک ہونے لگے۔ علی گڑھ میں بھی کچھ عرصہ قیام رہا اور اس کے جامعہ میں داخل ہوئے مولانا محمد سورتی سے جامعہ میں عربی ادب کی تعلیم حاصل کی پھر واپس لاہور آکر اورنٹیل کالج میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۱ء میں ایم۔اے فارسی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۸ء پنجاب یونیورسٹی لائبریری کٹیلاگر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۲ء فارسی ریسرچ سکالر کی حیثیت سے ادبیات فارسی میں ہندوؤں کے حصہ کے موضوع پر کام کیا۔ ۱۹۳۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے عربی کیا۔ ۱۹۳۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ڈی لیٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں تدریسی خدمات انجام دینے پر مامور ہوئے اردو اور فارسی شعبہ جات میں تدریسی خدمات سرانجام دیں ۱۹۵۴ء میں اورنٹیل کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے اور ۱۹۴۷ء میں معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب کے صدر مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ بہت اچھے مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات کا موضوع ادبی تاریخی' تنقیدی اور تحقیقی تھا چند مشہور کتابیں یہ ہیں۔

فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصہ' ولی سے اقبال تک' مسائل اقبال' سہل اقبال' مقاصد اقبال' اطراف غالب' پاکستان میں اردو کا مسئلہ' اردو ادب کی ایک

صدی (۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۷ء) ڈاکٹر سید عبداللہ نے ۱۹۹۱ء میں انتقال کیا۔

پروفیسر محمد سرور

پروفیسر محمد سرور ۱۹۰۴ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ گجرات میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ مولانا محمد اسد خاں عزیز جیسے کہنہ مشق صحافی اور ادیب گجرات میں ان کے پہلے استاد تھے۔ گجرات میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ تشریف لے گئے۔ انہی دنوں جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ سے دہلی منتقل ہوا تو پروفیسر محمد سرور بھی علی گڑھ سے دہلی آگئے۔ دہلی سے ہی آپ نے بی۔اے آنرز کیا عربی ادب اور تاریخ ان کے خصوصی مضامین تھے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں آپ نے مولانا محمد سورتی سے عربی ادب میں استفادہ کیا۔

۱۹۳۴ء میں اپنی عملی زندگی کا آغاز روزنامہ "زمیندار" لاہور سے کیا اور کچھ عرصہ زمیندار میں کام کرنے کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں تاریخ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ان دنوں ڈاکٹر ذاکر حسین جامعہ کے پرنسپل تھے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے انہیں ہدایت کی کہ آپ مکہ معظمہ تشریف لے جائیں اور مولانا عبیداللہ سندھی جو ان دنوں مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے۔ ان سے امام شاہ ولی اللہ دہلوی کے فلسفہ اور ان کی تعلیمات پر استفادہ کریں چنانچہ پروفیسر محمد سرور مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور مولانا عبیداللہ سندھی سے امام شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات پر استفادہ کیا۔ اس کے بعد پروفیسر محمد سرور افکار شاہ ولی اللہ کے مبلغ بن گئے اور اس پر کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مکہ معظمہ سے واپسی کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں "بیت الحکمت" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ یہ ادارہ امام شاہ ولی اللہ دہلوی کے افکار نظریات کی اشاعت کیلئے قائم کیا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں روزنامہ احسان لاہور کے ایڈیٹر مقرر ہوئے مگر ایک سال بعد ۱۹۴۳ء میں احسان لاہور سے علیحدہ ہو گئے اور دوبارہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں آگئے۔ جہاں آپ ۱۹۴۷ء تک قیام پذیر رہے

اور قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے۔

مارچ ۱۹۴۸ء میں روزنامہ امروز لاہور کا اجراء ہوا تو فیض احمد فیض اور چراغ حسن حسرت کے ساتھ امروز کے ادارہ تحریر میں شامل ہو گئے۔ امروز اخبار میں زیادہ عرصہ نہ ٹھہر سکے اور امروز سے علیحدگی کے بعد ہفت روزہ آفاق جاری کیا جو بعد میں روزنامہ ہو گیا لیکن چند سال بعد آفاق سے بھی کنارہ کشی اختیار کرلی۔

اس کے بعد حکومت پاکستان کی وزارت اطلاعات ونشریات کے محکمہ مطبوعات میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ یہاں بھی ان کا دل نہ لگا اور ملازمت سے استعفیٰ دے کر لاہور آگئے۔ ۱۹۵۹ء میں روزنامہ بانگ حرم پشاور کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ وہاں بھی زیادہ عرصہ تک نہ ٹھہر سکے اوراس کے بعد سہ ماہی الرحیم حیدر آباد کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور کئی سال حیدر آباد میں مقیم رہے۔

بعدازاں ادارہ تحقیقات اسلامی قائم ہوا تو اس کے مجلّہ فکرونظر کی ادارت انہیں سونپی گئی اور تقریباً ۳ سال تک آپ فکر ونظر کے مدیر اعلیٰ رہے اس کے بعد ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے وابستہ ہو گئے اور ادارہ کے علمی مجلّہ المعارف کے ایڈیٹر مقرر ہوئے ادارہ میں قیام کے دوران مذہبی کتاب "ارمغان شاہ ولی اللہ دہلوی" لکھی اور ادارہ کی طرف سے شائع ہوئی۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ میں آپ نے ۳ سال کام کیا اور ۱۹۸۱ء میں حکومت پاکستان کے جریدہ "الزکوۃ" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔

پروفیسر محمد سرور نے ۷۹ سال کی عمر میں ۲۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کو ابو ظہبی میں انتقال کیا اور ۲۲ ستمبر کو لاہور میں دفن ہوئے۔ پروفیسر محمد سرور نے ملکی علمی رسائل و جرائد میں بے شمار علمی، تحقیقی اور تاریخی مقالات لکھے اور ملک کے نامور اہل علم و قلم نے ان کی تعریف و توصیف کی پروفیسر محمد سرور نے جو کتابیں

لکھیں وہ درج ذیل ہیں۔

مضامین محمد علی جوہر' خطوط مولانا محمد علی جوہر' مولانا محمد علی کے یورپ کے سفر' مولانا محمد علی جوہر بحیثیت تاریخ اور تاریخ ساز' مولانا عبیداللہ سندھی (حالات و سیاسی افکار)' تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ تاریخ' ارمغان شاہ ولی اللہ دہلوی' شخصیات' تحریک اسلامی اور اسلامی دستور' مسلمان قوم کے زوال کے اسباب' پنجابی ادب' مولانا مودودی کی تحریک اسلامی' مولانا عبید اللہ سندھی (افادیت وملفوظات) خطبات مولانا عبیداللہ سندھی

مولانا عبدالغفار حسن

مولانا عبدالغفار حسن ۱۹۱۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا عبدالجبار عمرپوری کے صاحبزادے ہیں۔ مولانا عبدالجبار عمرپوری کا شمار جید علمائے اہلحدیث میں ہوتا تھا۔ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ مولانا عبد الجبار عمرپوری کی ساری زندگی درس و تدریس میں بسر ہوئی اور ۱۳۳۶ھ میں دہلی میں وفات پائی۔

مولانا عبدالغفار حسن نے دارالحدیث رحمانیہ میں علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا احمد اللہ دہلوی' مولانا محمد بن یوسف سورتی' مولانا خیر محمد جالندھری' مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری صاحب مرعاۃ المفاتیح شامل ہیں۔

مولانا عبدالغفار حسن نے ۱۹۳۵ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فاضل ادب عربی کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۶۴ء تک ہندوستان و پاکستان کے مختلف مذہبی مدارس میں حدیث اور علوم حدیث پر تدریسی خدمات سر انجام دیں۔ اسی دوران ۱۹۴۱ء میں جماعت اسلامی سے وابستہ ہوگئے اور ۱۹۵۷ء تک ان کی جماعت اسلامی سے وابستگی رہی۔ ۱۹۵۷ء سے جماعت اسلامی سے علیحدگی

باقی ص ۴ پہ